آجا کہ ابھی ضبط کا موسم نہیں گزرا — آجا کہ پہاڑوں پہ ابھی برف جمی ہے

خوشبو کے جزیروں سے ستاروں کی حدوں تک — اس شہر میں سب کچھ ہے فقط تیری کمی ہے

عاشقِ مصطفٰے فدائے غوث الوریٰ محسنِ اہلسنّت فخرِ دین وملّت پیکرِ خلوص ووفا

جگر گوشہ شہید اہلسنت حضرت علامہ مولانا

صاحبزادہ عطاء المصطفٰے نوری نوراللہ مرقدہ

کے تیسرے سالانہ



عرس مبارک

کے موقع پر آپکی

مذہبی

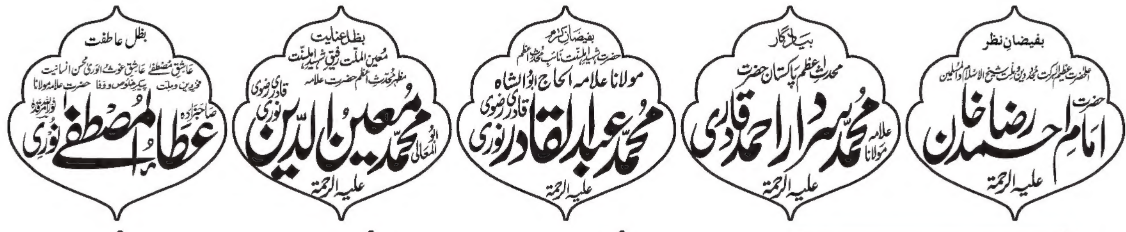
ملی

سماجی

خدمات کو خراج تحسین پیش

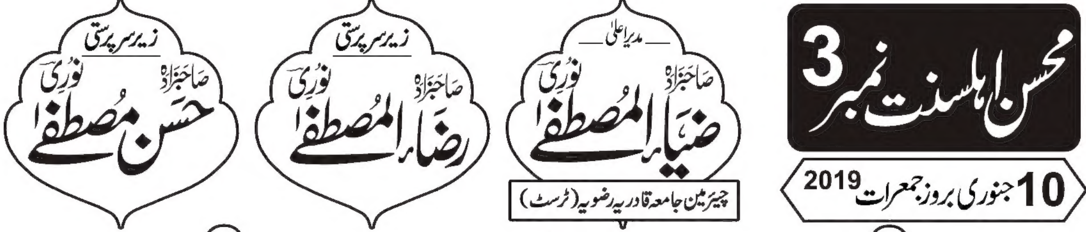
کرنے کے لئے ارباب ذوق کی دلکش و دل نشیں اسلوب تحریر سے آراستہ

محسنِ اہلسنت نمبر 3



محسن اہلسنت نمبر 3

10 جنوری بروز جمعرات 2019



چیئرمین جامعہ قادریہ رضویہ (ٹرسٹ)

صاحبزادہ جنید مصطفیٰ نوری

ترتیب وتدوین

علامہ مفتی عزیز جہاں مظہری

فاضل جامعہ قادریہ رضویہ (ٹرسٹ) فیصل آباد

مینجنگ ڈائریکٹر محمد شاہد محمود

ڈیزائننگ عدیل الرحمٰن اطہر، ملک مون شہزاد

کمپوزنگ محمد سعید احمد قادری، محمد مدثر حسین

معاونین ومحبین

مفتی محمد اسلم نقشبندی رضوی

مفتی محمد رمضان جامی

مفتی محمد سعید رضوی

مفتی محمد اظہر سعید

علامہ محمد ایوب اعوان

مولانا محمد عرفان احمد چٹھہ

قاری محمد نیاز نوری

محمد اعظم رضا

ناشر البغداد پرنٹرز مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد

Tel: +92-41-8788807

Email: ab_printers007@yahoo.com

ملنے کا پتہ

جامعہ قادریہ رضویہ (ٹرسٹ)

مصطفےٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد

چیئرمین 0300-8660128

مفتی آن لائن 0345-8660128

آفس فون 041-8860777

0300-8860777

www.jamiaqadriarizvia.com

Email:info@jamiaqadriarizvia.com

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ

از قلم: پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

کہا جاتا ہے کہ صدمہ کس قدر شدید بھی ہو، محرومی کا احساس کس قدر گہرا بھی ہو، گردشِ زمانہ کی رفتار صدموں اور محرومیوں کا مداوا بن جاتی ہے۔ جوں جوں زمانہ گزر جاتا ہے۔ یادوں پر غبار چھا جاتا ہے مگر اس حقیقت کے باوجود بعض صدمے اور بعض محرومیاں روزِ اوّل کی طرح تازہ رہتی ہیں۔ برادرِ محترم عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کا غم اس قدر گہرا ہے کہ روز و شب کی کوئی گردش بھی اس پر صبر کا سایہ نہ ڈال سکی۔ جب بھی کسی ادارے کی تکمیل کا خیال آتا ہے۔ جب بھی کوئی نیا عزم بیدار ہوتا ہے تو نوری مرحوم کے خدوخال آنکھوں کے سامنے دکھنے لگتے ہیں ایک خوشیاں بانٹنے والا وجود، ایک مسکراتا چہرہ اور ایک متحرک وجود نظروں کے سامنے جھلملاتے لگتا ہے۔ یقیں آجاتا ہے کہ ایسے بھی لوگ ہوں گے جنہیں موت بھی نہیں مار سکتی، یہ ہمہ جہت فعّال وجود ہی تو ہیں جن کو دائمی زندگی سے نوازا جاتا ہے۔ یہ لوگ قبر میں تو چلے جاتے ہیں مگر پتھروں کی اوٹ سے بھی مسکراتے دکھائی دیتے ہیں۔ وجود تو فانی ہے اسے مٹ جانا ہے مگر جب کسی وجود کو سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت نصیب ہو جاتی ہے تو وہ امر ہو جاتا ہے۔ اُن کا ماضی حال سے بھی زیادہ تابناک رہتا ہے۔ میری تو یہ حالت ہے کہ جب کام کے لئے ارادے باندھتا ہوں تو نوری مرحوم کا وجود میرے سامنے لپکنے لگتا ہے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہمہ تن غرقاب وجود ہی بقا پاتے ہیں۔ خوب کہا گیا تھا کہ

؎ ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق

مرکزِ تحقیق کے کسی نئے منصوبے کا خیال باندھا جاتا ہے تو نوری مرحوم کا تصوّر اس خیال کو حیات تازہ بخش دیتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مرکزِ تحقیق کی ہر پیش رفت کا محرک نوری مرحوم کی یاد رہے گی اور مرکزِ تحقیق کی ہر پیش رفت کو اس متحرک وجود کی یاد رواں دواں رکھے گی ایک سراپا انکسار وجود ایک ہمہ تن ایثار کا مرقع وجود خود بھی زندہ رہے گا اور مرکزِ تحقیق کو بھی تابدار رکھے گا۔ جامعہ قادریہ رضویہ میں ہر داخل ہونے والا شخص نوری مرحوم کی مہکار محسوس کرتا رہے گا۔ وہ اُس ذات کا مدح سرا رہے گا جس نے جواں عمری میں ایک صدمے کے سامنے سربلند رہنے کا عزم پایا تھا۔ فضا ناموافق تھی توانائیوں میں اضطراب تھا، والد مرحوم کا ناگہانی صدمہ تو بڑے بڑوں کے اوسان خطا کر دیتا ہے مگر مصائب کے امڈتے ہوئے طوفان کے سامنے آہنی دیوار بن جانا، ماں کا صدموں سے نڈھال چہرہ بھائیوں کے اندوہ کا سیلاب مگر عزم کا پیکر جامعہ قادریہ رضویہ کو یوں لے کر چلا کہ ہر غم پسپا ہو گیا۔

میرے برادر اکبر نوری مرحوم ایسی تابناک زندگی جینا تیرا ہی کمال تھا جو ہر آنے والے غم کا مداوا بنتا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی رفیقہ حیات کو صبر دے جو ایک عظیم رفاقت سے محروم ہوگئیں۔ بیٹوں اور بیٹیوں پر اُن کے کرم کا سایہ اللہ کی رحمت سے ہمیشہ قائم رہے جو شجر سایہ دار سے محروم ہو گئے ہیں۔علامہ نوری مرحوم زندہ باد، اللہ تعالیٰ اُن پر حبیبِ کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے رحمتوں کی نہ ختم ہونے والی بارش برساتا رہے تاکہ یہ گلزار مہکتا رہے۔آمین

منقبت

وفاؤں کا خزینہ تھے عطاء المصطفیٰ نوری
محبت کا سفینہ تھے عطاء المصطفیٰ نوری

رسولِ پاک کی سچی محبت اُن کے دِل میں تھی
وہ ساجد اِک نگینہ تھے عطاء المصطفیٰ نوری

فروغ سنیت میں وہ ہمیشہ کوشاں رہتے تھے
ہدایت کا سفینہ تھے عطاء المصطفیٰ نوری

فدائے آل احمد بھی غلام غوث اعظم بھی
وہ رکھتے نوری سینہ تھے عطاء المصطفیٰ نوری

وہ تھے اقبالؔ کا شاہیں رضاؔ کی فکر کے ناشر
سگ شاہِ مدینہ تھے عطاء المصطفیٰ نوری

کلام: صاحبزادہ ساجد لطیف چشتی

ناشرِ قرآن کریم: صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ

از قلم: ڈاکٹر، مجید اللہ قادری

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سورۃ الحجر)

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اوّل اس قرآن کریم کو صحابہ کرام اور تابعین حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے سینوں میں لفظ بلفظ جیسا صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا محفوظ رکھا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہیگا۔ یہ قرآن کریم کا سب سے بڑا معجزہ ہے کہ جب سے یہ کتابی صورت میں شائع ہونا شروع ہوا آج تک من وعن لفظ بلفظ ویسا ہی شائع ہو رہا ہے۔ اس کی اشاعت کی نگہبانی بھی خود باری تعالیٰ فرما رہا ہے اس لئے اس میں دنیا کے لاکھوں پبلشر کے یہاں شائع ہونے کے باوجود آج تک قرآن مجید کے متن میں نہ کوئی تبدیلی ہوئی اور نہ ہی ہو سکے گی یہی سب سے بڑی دلیل ہے قرآن کریم کے سچے ہونے کی اور آسمان سے نازل ہونے کی۔

قرآن کریم کے عربی متن کے ساتھ اس زمانے میں دنیا کی ہر زبان و بولی میں اس کا ترجمہ بھی شائع ہوتا رہا ہے جس کی تعداد اب ہزاروں میں ہے کیونکہ بہت سی زبانوں میں اس کے متعدد ترجمیں ہیں مثلاً اردو زبان میں برصغیر پاک و ہند میں کم از کم 100 سے زیادہ مختلف اردو ترجمے متن قرآن کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں۔ قرآن مجید کا معجزۂ عظیم یہ ہے کہ دنیا کے ہزاروں پبلشرز اس کو شائع کر رہے ہیں مگر آج تک جان بوجھ کر کوئی پبلشر اس میں کوئی کسی لفظ کا نہ اضافہ کر سکا اور نہ ہی کمی کر سکا اور نہ ہی اس کی ترتیب میں کوئی تبدیلی کر سکا بلکہ یہ خود بخود قانون بن گیا کہ جب بھی کوئی پبلشر قرآن کریم کو شائع کرنا چاہتا ہے اور اپنی کتابت یا کمپوزنگ استعمال کرتا ہے تو آخر میں ایک سرٹیفکیٹ لگاتا ہے کہ کم از کم دو حفاظ قرآن نے اس متن کو حرف بہ حرف پڑھا اور دیکھا ہے اس کے باوجود دو چار غلطیاں صرف نظر کے باعث ہمیشہ رہ جاتی ہیں جو اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ اس کو انسان نے پڑھا ہے مگر چونکہ اس کو نیاز ہے اس لئے چند غلطیاں کمپوزنگ یا کتابت کی رہ جاتی ہیں۔

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ (م 2015ء) دور حاضر کے پاکستان میں ان چند ناشراں قرآن میں سے ہیں جنہوں نے اشاعت قرآن میں بہت زیادہ احتیاطی تدابیر، استعمال کیں اور ایک دو حافظوں کے بجائے کئی حفاظ سے کئی مرتبہ متن قرآن کے ساتھ ساتھ، انگلش، اُردو، پشتو، بروہی اور سندھی تراجم جب شائع کئے تو ان کے تراجم کو بھی کئی صاحبان علم کو دکھایا

اس کے بعد قرآن کریم شائع کیا۔

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ نے اشاعت قرآن کے لئے اپنے دارالعلوم جامعہ قادریہ رضویہ (ٹرسٹ) فیصل آباد پنجاب میں فیض رضا پبلی کیشنز کے نام سے ادارہ قائم کیا اور قرآن کریم کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا سب سے پہلے آپ نے جو قرآن کریم شائع کیا ہے یہ صرف متن قرآن تھا اور انفرادیت اس میں یہ تھی کہ حفاظ کرام کے لئے اس میں اشارات تھے کہ ان کو تلاوت کہ اندر کہاں کہاں متشابہ ہوسکتا ہے اس کی جہاں جہاں ضرورت ہوسکتی ہے پورے قرآن میں اس کی نشاندہی کا اہتمام رکھا اس ترجمہ کی اشاعتوں میں طیب گروپ آف انڈسٹریز فیصل آباد نے بھرپور مالی تعاون کیا اور ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے اس کو مفت تقسیم کیا اب بھی اس کی اشاعت جاری ہے۔

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان کو سب سے زیادہ مستند اردو ترجمۂ قرآن سمجھتے تھے اس لئے انھوں نے اس کی اشاعت کا بھی بندوبست کیا مگر عام پبلشر کی طرح انھوں نے کسی اور پبلشر کا چھپا ہوا ترجمۂ شائع نہیں کیا بلکہ ایک انتہائی منفرد اور اعلیٰ کوشش کرتے ہوئے انھوں نے جوجدوجہد کی اس کے لئے سورۂ فاتحہ ترجمہ ملاحظہ کریں۔

''اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا، سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا، بہت مہربان رحمت والا، روز جزا کا مالک، ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں، ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔''

آپ نے عربی متن کو لفظاً لفظاً الگ الگ لکھا پھر اس کے حروف کو علیحدہ لگوا کر اعراب لگا کے ہر ایک کا لفظی ترجمہ کیا اور پھر امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ بامحاورہ لکھا۔ اس پروجیکٹ میں نہ صرف بہت وقت لگا بلکہ اس کی پروف ریڈنگ کرنے والوں نے بہت زیادہ حرف ریزی سے اس کی ریڈنگ کی اسی طرح انھوں نے 30 پاروں کو علیحدہ علیحدہ شائع کیا، یہ قرآن کریم ان کے لئے پڑھنا آسان ہوگیا جو ہجے کر کے متن قرآن بھی پڑھ سکتے۔

صاحبزادہ صاحب نے کنزالایمان کا انگریزی ترجمہ جو مولانا عاقب فرید قادری نے کیا تھا اس کو بھی شائع کیا ہے آپ نے کنزالایمان میں نورالعرفان کا انگریزی ترجمہ جس کو مولانا محمد حسین مقوم نے کیا تھا اس کے علاوہ صاحبزادہ صاحب نے کنزالایمان کے پشتو اور بروہی زبان کے ترجمے بھی شائع کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کی اس اشاعت کے وسیلے سے نوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر نور سے منور کرے۔ آمین

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک نابغۂ عصر شخصیت

ڈاکٹر، عبدالشکور ساجد انصاری

ہمارے عظیم راہنما اور پیارے دوست حضرت صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ نہ بھولنے والی شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے شہرِ نعت فیصل آباد کی دینی، علمی، سماجی اور تحقیقی دنیا میں اپنے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ وہ ایک شخصیت نہیں بلکہ ایک ادارہ تھے۔ ایک پھول نہیں بلکہ رنگ برنگ کے پھول کلیوں کا دلکش گلدستہ تھے۔ وہ ایک کہکشاں تھے جس میں روشنی اور نور کی شعاعیں ہر سو اجالا کرتی تھیں۔ ان کی خوبیوں اور اوصاف کا تصوّر کیا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ وہ ایک سچّے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، تو عالمِ باعمل اور صوفی باصفا تھے۔ ایک متحرّک سماجی ورکر تھے۔ تو علم وتحقیق کے میدان میں بھی سرگرم عمل تھے۔ غریبوں، مسکینوں، یتیموں کے سروں پر ایک ردائے شفقت تھے تو دوستوں کے دوست تھے۔ بہترین منتظم تھے تو نہایت خوش گلو نعت خواں تھے۔ ایسے دانا اور محنتی تھے کہ جامعہ کی چھوٹی سی عمارت کو اس طرح فنِ تعمیر کا شاہکار بنا دیا کہ بڑی بڑی یونیورسٹیوں کی عمارتیں ہیچ نظر آتی ہیں۔ شریعت کے پابند تھے تو مہمان نواز صلۂ رحمی اور غمگساری جیسی صفات سے بھی آراستہ تھے۔ الغرض ان کی شخصیت کا احاطہ ناممکن نظر آتا ہے۔

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ سب سے بڑا وصف ان کے اندر پایا جانے والا جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ اس عشق کی آبیاری تو ان کے گھر سے شروع ہوئی۔ جس میں پھل پھول انجمن طلباء اسلام کی تربیّت میں آ کر لگے۔ جس کا اعتراف وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوت ان کے اندر سے پھوٹتی تھی۔ وہ ریا کاری دکھلاوے کے لئے کسی خوبی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ میں نے ہمیشہ دیکھا کہ وہ اس جذبۂ محبّت کی روشنی نوجوانوں کے دل میں بھر دینا چاہتے تھے۔ ان کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اظہار اس وقت کھل کر ہوتا جب وہ آقائے نامدار سرکار ابد قرار سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ نعت پیش کرتے تھے۔ انتہائی عقیدت ومحبّت اور سادگی سے نعت پڑھتے تھے بقول حاجی حنیف طیب جب عطا بھائی نعت پڑھتے ہیں تو عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ لوگ ان کی نعت کا انتظار کیا کرتے تھے۔ میرے گھر سالانہ محفلوں میں غالباً 24 سال سے مسلسل آتے تھے اور بہت دلجمعی سے نعتیں اور سلام پڑھتے ہوئے محفل کا اختتام کیا کرتے تھے۔ اس بات کا خصوصی خیال رکھتے کہ کم وقت مین زیادہ نعتیں پڑھی جائیں اور محفل کا دورانیہ زیادہ نہ ہونے پائے۔

ان کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار اس وقت ہوتا جب وہ کوئی بات بھول جاتے تو فوراً ان کے لبوں پر درود شریف کے پھول سج جاتے اور ان کو بھولی بات یاد آجاتی۔ ان کو بخوبی اندازہ تھا کہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لازمی تقاضا اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اس لئے وہ ہر لحظہ سنّتِ مصطفیٰ پر چلتے رہنے کا خیال رکھتے تھے۔حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔وہ نماز کی بروقت ادائیگی کا ہمیشہ خیال رکھتے۔سفر میں حضر میں۔محفلوں میں یا دوستوں کی سنگت میں نماز کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ایک بار المصطفیٰ قرآن اکیڈمی فیصل آباد کی سالانہ تقریب تقسیم اسناد چناب کلب میں ہورہی تھی۔عصر سے مغرب تک کا پروگرام تھا۔انہوں نے سب طلباء کو اکٹھا کیا اور مقامی مسجد میں جماعت سے پندرہ بیس منٹ پہلے ہی جماعت کرادی۔اس طرح نمازیوں کے رش سے بھی بچ گئے اور غیر مسلک کے پیچھے نماز کی قباحت سے بھی محفوظ رہے۔

میں نے چالیس سالہ رفاقت میں دیکھا ہے کہ ان کی زبان صرف نعت شریف پڑھنے کے لئے وقف تھی۔وہ باوضو اور مودّب ہوکر ہی نعت پڑھتے تھے۔یہ کبھی نہ ہوا کہ بے خیالی میں یا گپ شپ لگاتے ہوئے نعت کے شعر پڑھیں۔دوسری بات یہ دیکھی کہ خوش گلو لوگ کبھی نہ کبھی چسکے کے لیے کوئی غزل یا گانا گنگنانے لگتے ہیں لیکن ان سے میں نے کبھی تلاوت،نعت اور منقبت کے علاوہ کوئی شعر نہ سنا۔

محترم عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ دینی کاموں کے بہت حریص تھے۔ان کی خواہش ہوتی کہ ان کے ملنے والا ہر صاحب علم و دانش شخص عشقِ رسول ﷺ کے مشن کے لئے کام کرے اور جو کررہے ہیں وہ مزید کریں۔اکثر مجھ سے کہا کرتے کہ نامور محقق اور دانشور ڈاکٹر اسحاق قریشی صاحب علم و تحقیق کا سمندر ہیں۔یار ان سے ہمیں زیادہ زیادہ کام لینا چاہیے۔انہی کی تحریک پر مرکز تحقیق کا قیام عمل میں آیا اور اس کے زیرِ اہتمام پانچ علمی سیمینارز ہوچکے ہیں اور بہت سی تحقیقی کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔اسی طرح ہمارے استاذِ مکرم پروفیسر عطاء المصطفیٰ طاہر جو کہ مناظرِ اسلام علامہ سعید اسعد صاحب کے داماد ہیں اور جامعہ امینیہ کے نائب مہتمم ہیں۔ایک وقت آیا کہ ادارہ درسِ نظامی کے لئے بند گیا۔پروفیسر طاہر صاحب ماشاء اللہ علم کا سمندر ہیں۔قرآن وحدیث اور فقہ پر ان کو عبور حاصل ہے۔نوری صاحب قبلہ کی خواہش تھی کہ ان سے مکمل استفادہ کیا جائے اور کسی بھی علمی کام کے لئے وہ ہم سے وابستہ ہوجائیں۔لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے ایسا ممکن نہ تھا۔اسی طرح وہ جماعت اسلامی کے شعبۂ خدمت خلق کو متحرک دیکھتے تو کہتے کاش ہم بھی کلینکل لیبارٹریوں کا ایسا نیٹ ورک بنا سکیں۔آخری ملاقات میں انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ بیوروکریسی میں ہمارا عمل دخل کم ہے۔اس مقصد کے لئے میٹرک اور ایف۔اے کے ذہین طلباء کو لے کر ایک اقامتی اکیڈمی بنائی جائے جہاں ان کی روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ پبلک سروس کمیشن کے امتحان کے لئے تیار کیا جائے۔لیکن افسوس موت نے مہلت نہ دی۔الغرض نوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کن کن صفات کا ذکر کیا جائے۔دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین

جہدِ مسلسل کی علامت..... صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ

ازقلم: ڈاکٹر محمد سعید طاہر
ڈویژنل صدر المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی فیصل آباد

وجہِ تخلیق کائنات امام المرسلین خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔" **خیر الناس من ینفع الناس**" تم میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کیلئے زیادہ نفع بخش ہو۔ حضرت صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ بندہ مومن کی عملی تفسیر تھے۔ دین متین کے سچے علمبردار، راہِ حق کے عظیم مسافر عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالمگیر تحریک انجمن طلباءِ اسلام کے عظیم رہنما تھے۔ بظاہر تو قبلہ نوری صاحب ہماری نظروں سے اوجھل ہوئے ہیں لیکن انکی کی ہوئی تربیت کارکنان المصطفیٰ کی شکل میں موجود ہے اور وہ ہمارے دل کی گہرائیوں اور نہاخانوں میں تاحیات موجود رہیں گے وہ معاشرے کے دکھوں کا مداوا چاہتے تھے اور انھوں نے ساری زندگی انسانوں کے دکھ سمیٹنے اور سکھ بانٹنے میں گزار دی حق بات کہتے اور پھر ڈٹ جاتے دوسروں کی خاطر کچھ کر گزرتے لیکن خودداری اور خودی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے لیکن کسی کا دل نہ دکھاتے۔

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مردِ مجاہد تھے آپ کی شخصیت ایک مرکز اور ادارہ کی سی تھی آپ نے اپنی اولاد کی فکری و عملی تربیت کی روایتی گروہ بندی اور شخصیت پرستی کے ماحول سے خود کو الگ رکھا اور بغیر کسی لالچ کے اپنا کام جاری رکھا ویسے تو اُن کے ساتھ بہت ساری یادیں وابستہ ہیں لیکن الفاظ اُن کی شخصیت کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ فیصل آباد میں تنظیمات اہلسنت کی بنیاد قبلہ نوری صاحب نے رکھی اور 27 سنی تنظیموں کو اکٹھا کر کے ابتدائی دو اجلاس جامعہ قادریہ میں کروائے بعد ازاں اپنی دینی اور سماجی مصروفیات اور اکثر شہر سے باہر رہنے کیوجہ سے حضرت سید ہدایت رسول شاہ صاحب کو تنظیمات اہلسنت کی سربراہی سونپی اور آج بھی تنظیمات اہلسنت اپنی خدمات فعال سرانجام دے رہی ہے۔ فیصل آباد کے مختلف شہروں میں قبلہ نوری صاحب کے ساتھ المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی کے کاموں کے حوالے سے سفر کرنے کا موقعہ ملا۔ 2005 کے زلزلے کے دن تقریباً شام چھ بجے نوری صاحب کا مجھے فون آیا کہ ڈاکٹر صاحب صبح آٹھ بجے ہم نے مظفر آباد کشمیر نکلنا ہے اور خالد شہزاد کو ساتھ لے آنا۔ نوری صاحب کے ساتھ مظفر آباد جانا اور وہاں پر زخمیوں اور لاشوں کو ملبے سے نکالنا، نوری صاحب کا جذبہ دیکھ کر ہم میں پیدا ہو رہا تھا اور اس کو الفاظ میں بیان کرنا میرے لیے مشکل ہی نہیں ناممکن ہے اللہ ربّ العزت نے دیگر بہت سی خوبیوں کے ساتھ پہلو بہ پہلو انہیں عجز و انکسار کی نعمت سے نوازا تھا اللہ تعالیٰ کو اپنے ایسے بندے یقیناً بہت پیارے ہوتے ہیں۔ پھر وہ ان کی عزت لوگوں کے دلوں میں اتار دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ نوری صاحب سے محبت کرنے والوں کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔

1985ء غیر جماعتی بنیادوں پر منعقد عام انتخابات میں محمد خاں جونیجو مرحوم کی قیادت میں بننے والی کابینہ میں جب محترم قبلہ حاجی محمد حنیف طیب صاحب کو وزارت کا قلمدان ملنے لگا تو حلف برادری کی تقریب سے پہلے محترم قبلہ حاجی حنیف طیب صاحب نے پورے پاکستان میں نظر دوڑائی کہ ساتھ ایک محنتی، دیانت دار کامل اخلاص اور وفا شعار ساتھی جو وزارت کے اہم امور چلا سکے تو حاجی صاحب کی نگاہ انتخاب نوری صاحب پر آ کر ٹھہر گئی حاجی صاحب نے قبلہ نوری صاحب کو فون کیا اور اسلام آباد بلا لیا۔ یہاں ایک بات اور بتا تا چلوں جب محترم حاجی محمد حنیف طیب صاحب یہ بات بتاتے ہیں تو ان کی آنکھیں آبدیدہ ہو جاتی ہیں اور کچھ لمحے خاموش رہتے ہیں اور طبیعت سنبھلنے پر دوبارہ بات کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قبلہ نوری صاحب کے ساتھ اجتماعی شادیوں کی تقریب میں شرکت کے سلسلہ میں اوکاڑہ جا رہا تھا تو قبلہ نوری صاحب نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب یہ جو ہر پٹرول پمپ پر مسجد بنی ہے یہ انہی دنوں کی بات ہے کہ میں اور حاجی حنیف طیب صاحب ملتان کے لیے سفر کر رہے تھے کہ راستے میں نماز عصر کا وقت ہو گیا اور گاڑی میں پیٹرول بھی ڈلوانا تھا تو جب پیٹرول پمپ پر پیٹرول ڈلوانے کیلئے رُکے اور نماز عصر ادا کرنے کیلئے پٹرول پمپ پر کوئی جگہ نہیں تھی تو نوری صاحب نے حاجی حنیف طیب صاحب کو مشورہ دیا کہ پیٹرول پمپ بناتے وقت مسجد کی جگہ کا تعین کیا جائے تا کہ نمازی حضرات پیٹرول پمپ پر نماز بھی ادا کر سکیں۔ تو اُس وقت سے لے کر آج تک جتنے بھی پیٹرول پمپ بنیں ہیں اُن میں مسجد لازمی ہے اور یہ فیضان نوری ہے۔

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری گفتار کے غازی ہی نہ تھے بلکہ عملی طور پر بھی ہمیشہ متحرک رہے انجمن طلباء اسلام سے فراغت کے بعد فلاحِ عامہ کے کاموں کیلئے جب المصطفیٰ ویلفیر سوسائٹی کا قیام 1987ء میں فیصل آباد میں عمل میں آیا تو آپ اس کے نائب صدر بنے اور حاجی محمد شریف قادری صاحب صدر تھے ان کی کاوشوں سے شروع میں المصطفیٰ لیبارٹری اینڈ بلڈ بنک المصطفیٰ ایمبولینس سروس اور المصطفیٰ فری ڈسپنسریوں کا قیام عمل میں آیا۔ پھر کچھ عرصہ تعطل کا شکار ہونے کے بعد 2010ء میں المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی فیصل آباد کا قیام عمل لایا گیا تو آپ اس وقت پنجاب کے صدر تھے تو آپ نے مجھے المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی فیصل آباد ڈویژن کا کنوینئیر مقرر کیا اور مشاورت سے ڈاکٹر خالد شہزاد کو ضلع فیصل آباد کا صدر اور رمیاں اعجاز احمد کو ضلع سیکرٹری نامزد کیا اور آج ضلع فیصل آباد میں المصطفیٰ چائلڈ لیبر سکول، المصطفیٰ قرآن اکیڈمیز، مصطفائی مدرسہ للبنات، المصطفیٰ فری ڈسپنسریز، المصطفیٰ کلینکل لیبارٹری المصطفیٰ فری میڈیکل کیمپ، المصطفیٰ فری آئی کیمپ، المصطفیٰ ماہانہ راشن، المصطفیٰ دسترخوان اور اجتماعی شادیوں کی تقریبات کا انعقاد آپ ہی کا لگایا ہوا شجر سایہ دار ہے۔ المصطفیٰ قرآن اکیڈمی بیرون چنیوٹ بازار کی سالانہ تقریبات چناب کلب میں ہوا کرتی تھیں مدینہ ٹاؤن میں میرے ایک دوست حاجی لیاقت علی تنویر کو میں لگا تار تین سال المصطفیٰ قرآن اکیڈمی کی تقریبات میں ساتھ لے کر جاتا رہا حاجی لیاقت صاحب نے المصطفیٰ اکیڈمی کے سسٹم سے متاثر ہو کر اپنے بیٹے

عثمان تنویر کو المصطفیٰ قرآن اکیڈمی میں قرآن پاک حفظ کرنے کیلئے داخل کروایا۔ عثمان تنویر نے ایک سال کے عرصہ میں قرآن مجید حفظ کیا تو سالانہ تقریب میں حاجی صاحب فرمانے لگے کہ اگر نوری صاحب آپ اجازت دیں تو میں مدینہ ٹاؤن میں ایسی ہی ایک اکیڈمی کا قیام عمل میں لے آؤں نوری صاحب فرمانے لگے ہاں اجازت ہے کام شروع کریں لیکن اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ بچہ کم ازکم پرائمری پاس ہو۔ سال گزر گیا اگلے سال پھر تقریب میں حاجی لیاقت صاحب سٹیج پر آئے تو فرمانے لگے نوری صاحب آپ نے اکیڈمی کی اجازت تو دی تھی لیکن مجھے کوئی بندہ نہیں ملا جو اکیڈمی چلا سکے تو نوری صاحب فرمانے لگے جو بندہ آپ کو یہاں تک لے آیا ہے وہ پورے پاکستان کی تنظیم چلا رہا یعنی نوری صاحب کا اشارہ میری طرف تھا اس کے تین ماہ بعد المصطفیٰ قرآن اکیڈمی مدینہ ٹاؤن کا قیام عمل میں آیا افتتاح کے وقت قبلہ نوری صاحب نے مجھے حکم دیا جو کہ میرے لیے اعزاز کی بات ہے آپ اس اکیڈمی کے منتظم اعلیٰ ہیں اور آپ نے ہی مجھے گا ہے بگاہے اس کی رپورٹ دیتے رہنا ہے تو الحمد للہ آج بھی نوری کا یہ لگایا ہوا پودا دین متین کی خدمت کر رہا ہے المصطفیٰ قرآن اکیڈمی مدینہ ٹاؤن سے 26 طلباء قرآن مجید حفظ کر کے جا چکے ہیں اور اس وقت 19 طلباء قرآن مجید حفظ کرر ہے ہیں اور المصطفیٰ قرآن اکیڈمی رسول پارک مدینہ ٹاؤن اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہے یہ بھی فیضان نوری ہے۔

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری صاحب ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے وہ جس سمت بڑھے انہوں نے اپنی صلاحیتوں کے انمٹ نقوش چھوڑے انھوں نے حضور ﷺ کے اُس فرمان عالیشان کو ہمیشہ مقدم سمجھا ''کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اس زمان عالی شان کی روشنی میں انھوں نے مقامی بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کیلئے مصطفائی ماڈل سکول قائم کیا جو اب مصطفائی کالج برائے خواتین کی شکل میں ایک حقیقت کا روپ دھارے ہوئے ہے۔ ممتاز عالم دین کے لخت جگر ہونے کی حیثیت سے آپ دینی علوم سے بہرہ مند ہوئے اور دین کی خدمت کیلئے بہترین مدرسے کی بنیاد ڈالی جہاں دین متین کی درس وتدریس کا سلسلہ شب وروز جاری ہے قبلہ نوری صاحب نے اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان کے ترجمہ قرآن پاک کنزالایمان کے لاکھوں نسخے مختلف مخیر حضرات کے تعاون سے شائع کر کے مفت تقسیم کیے بعد ازاں اسی ترجمہ قرآن کو سپاروں کی صورت میں بھی پرنٹ کروایا جس سے ترجمہ القرآن پڑھنے کا شوق رکھنے والوں کو بہت سہولت ہوئی دعا ہے کہ اللہ ربّ العزت اپنے حبیب کریم ﷺ کے طفیل آپ کو کروٹ کروٹ رحمتیں عطا فرمائے اور آپ کے عظیم بھائیوں اور عظیم بیٹوں کو آپ کا مشن آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ کی آزاد کشمیر میں سماجی خدمات پر ایک طائرانہ نگاہ

از قلم: عتیق احمد رضا کیانی
صدر : المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی آزاد کشمیر

بزم ہستی میں بے شمار ایسے درویش منش مردانِ قلندر گزرے ہیں جن کے سنہری کارناموں سے انسانی تاریخ بھری پڑی ہے اور تا قیامت ان کی حیاتِ جاوداں سے رہنمائی لی جاتی رہے گی۔ ان نابغہ روزگار شخصیات نے اپنی زندگیاں انسانی فلاح اور آسودگی کے لئے وقف رکھیں۔ یہ اُنہی شخصیات کی قربانیوں اور سماجی خدمت کے تصور کا ثمر ہے کہ آج دنیا میں غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کرنے والے کروڑوں افراد میں جینے کی کسک اور امید کی کرنیں مچلتی رہتی ہیں۔ ایسی ہی ایک عظیم شخصیت حضرت علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، جنہوں نے اپنی پوری زندگی دین حنیف کی خدمت سے لے کر غرباء و مساکین، محتاجوں، ناداروں اور مفلسوں کی آسودگی کے لئے گزار دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ گیر شخصیت کے بے شمار پہلو ہیں لیکن میں آپ کی شخصیت کے صرف ایک پہلو ''سماجی خدمت'' پر چند نگارشات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ سے میری شناسائی اور رفاقت انجمن طلباء اسلام کے زمانۂ طالبعلمی سے ہے۔ غالباً یہ 80ء کی دھائی کا پر آشوب دور تھا۔ اس کے بعد وقت اور حالات بدلے اور ہم انجمن طلباء اسلام سے فارغ ہو کر عملی زندگی میں آئے اور رفیق انجمن بن گئے۔ زمانہ طالبعلمی سے نکل کر جب عملی زندگی میں قدم رکھا تو المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی کے پلیٹ فارم سے اس تعلق کو مہمیز مل گئی۔

یقیناً آپ کے علم میں ہوگا کہ 91-1990ء میں مقبوضہ ریاست جموں وکشمیر میں بھارتی مظالم حد سے بڑھ گئے اور ہماری عفت مآب کشمیری ماؤں بہنوں کی عصمتیں بھی غیر محفوظ ہونے لگیں تو ہزاروں کشمیری خاندان ہجرت پر مجبور ہو کر سیز فائر لائین عبور کر کے آزاد کشمیر میں داخل ہونے لگے۔ ان لٹے پٹے مہاجرین کشمیر کو سہارا دینے کیلئے المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی نے اپنی خدمات انجام دینا شروع کر دیں۔ علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ اور مرحوم ومغفور میاں محمد شریف قادری رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم شخصیات تھیں جنہوں نے پاکستان بھر میں سب سے پہلے المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی مظفر آباد کے ساتھ مل کر اس کار خیر کو آگے بڑھانے کا فریضہ انجام دیا اور سب سے پہلے مہاجرین کشمیر کو صحت کی سہولیات کی فراہمی، زخمی ہو کر آنے والے مہاجرین اور مجاہدین کو فوری ریلیف فراہم کرنے کیلئے ''فری موبائل ایمبولینس سروس'' کا آغاز کیا۔ ان دونوں شخصیات نے ملک بھر سے اپنے معاونین

ومخیرحضرات سے مل کرکشمیری عوام کی خدمت کیلئے وہ نا قابل فراموش کردارادا کیا جوآج بھی کشمیری عوام کے لبوں پہ مچلنے والی دعاؤں میں زندہ وتابندہ ہے۔ پاکستان بھر سے اپنے تنظیمی وقریبی احباب سمیت دیگر صاحبان ثروت رفقاء کا بھر پور اعتماد حاصل ہونے کا نتیجہ یہ تھا کہ علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ذاتی وسائل سمیت ان معاونین کی جانب سے فراہم کردہ عطیات کے زریعے مہاجرین کشمیر کے ساتھ ساتھ بھارتی فورسز کی جانب سے لائن آف کنٹرول پر فائرنگ کے نتیجے میں زخمی ومعذوراور بے گھر ہونے والے خاندانوں کی بحالی وآبادکاری کے لئے دل کھول کرامداد مہیا کی۔ان بے بس ولا چارخاندانوں کی دل جوئی بھی کرتے رہے اوران کواشیاءخوردونوش کی فراہمی،ملبوسات، بستر،کمبل اوردیگر پارچہ جات کے علاوہ چھت فراہم کرنے کیلئے شیلٹرز کی تعمیر میں بھی خطیر حصہ ڈالا۔کسی بھی مشکل حالات میں ہم نے مظفرآباد سے جب بھی امداد کے لئے کال دی،علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت تھیں جن کی طرف سے سب سے پہلے فوری طور پرامدامہیا کی جاتی تھی۔ 1992ء میں آزادکشمیر میں سیلاب آیا،سیلاب کی تباہ کاریوں کے نتیجہ میں ہزاروں افراد بے گھر ہوئے۔ان متاثرین کی بحالی وآبادکاری کیلئے علامہ عطاءالمصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے خود فیصل آباد سے مظفرآباد پہنچے۔ان مشکل ترین حالات میں بھی انہی کی معاونت اور خصوصی امداد سے المصطفیٰ ویلفیئرسوسائٹی نے متاثرین سیلاب کی دلجوئی کا سامان مہیا کیا۔اسی طرح علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ نے آزادکشمیر میں مساجد ومدارس کی تعمیر میں نمایاں کردارادا کیااور متعدد مقامات پر مساجد ومدراس کی تعمیر یقینی بنائی۔

کشمیری مہاجرین سمیت خطے کے دیگر سفید پوش،غریب ومستحق بیٹیوں کی شادیاں کروانے کے لئے انہوں نے جو مثالی کردارادا کیا وہ کسی بھی طور فراموش نہیں کیا جاسکتا،مظفرآباد، ہٹیاں بالا،کوٹلی،نیلم اور دیگر اضلاع میں درجنوں غریب ومستحق جوڑوں کی اجتماعی شادیوں کا انتظام کیا گیا،تمام جورڑوں کو باعزت انداز سے ولیمہ دیا گیا،جہیز کا معقول سامان، یہاں تک کہ انہیں سلامی بھی دی گئی۔اسی طرح عیدین کے موقع پر بھی انہوں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی کشمیر کے نادار افراد کونہیں بھلایا۔آزادکشمیر کے غریب ونادارخاندانوں بالخصوص یتیم وبے سہارابچوں کی خوشیاں دوبالا کرنے کیلئے رمضان المبارک میں خوراک،افطاروسحری کیلئے اشیاءخوردونوش،ملبوسات اوردیگر تحائف کی تقسیم کے لئے خودتشریف لاتے۔اس کے ساتھ ساتھ عیدپیکجز کی فراہم کرکے حسرت بھری نگاہوں سے امراءکودیکھنے والے یتیم بچوں کے چہروں پہ مسکراہٹیں بکھیر کران شخصیات نے دنیامیں ہی اپنے لئے جنت میں مقام بنالیا تھا۔

2005ء میں آزادکشمیراور پاکستان کے بعض علاقوں میں قیامت خیز زلزلہ آیا۔اس ہولناک تباہی کے بعد دنیا بھر

سمیت پاکستان سے ہزاروں افراد لاکھوں بے گھر افراد کی زندگیاں بچانے کے لئے آزاد کشمیر اور بالاکوٹ جیسے متاثرہ علاقوں میں پہنچے' تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ کسی بھی طرح پیچھے رہتے۔ ہمارے اہلسنت کے دیگر معاونین کی طرح علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت تھے جو ان مشکل ترین حالات میں کھلے آسمان تلے پریشان حال متاثرین زلزلہ کی مدد کو دوڑے چلے آئے۔ علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تعداد میں امدادی ٹرک بھر کر لائے اور کشمیری متاثرین زلزلہ کی خدمات کا فریضہ انجام دینا شروع کر دیا۔ زلزلہ کی وجہ سے ریاست کے تین اضلاع چونکہ مکمل طور پر تباہی و بربادی کی تصویر بن گئے تھے جہاں 70 ہزار سے زائد افراد لقمہ اجل بن گئے تھے۔ لاکھوں بے گھر، زخمی و معذور ہو چکے تھے۔ لوگوں کو پینے کے لئے پانی تک میسر نہیں تھا ایسے حالات میں علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی طور پر خیمے، لباس، اشیائے خورد و نوش سمیت دیگر ضروریات کی فراہمی شروع کر دی اور پھر "مصطفائی لنگر" کا آغاز کر دیا۔ مظفر آباد میں دو مقامات کے علاوہ بالاکوٹ میں "مصطفائی لنگر" سے روزانہ ہزاروں متاثرین زلزلہ تین وقت کا پکا پکایا کھانا شکم سیر ہو کر تناول کرتے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے ہاتھوں سے دستر خوان بچھاتے، ان آفت زدہ متاثرین کے سامنے کھانا لا کر رکھتے۔ انہیں پانی پلاتے اور ان کے لبوں پہ مچلنے والی دعاؤں سے وافر حصہ پاتے۔ مصطفائی لنگر 6 ماہ سے زائد عرصے تک جاری رہا اور اس دوران علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ کا حکم تھا کہ جس قدر خوراک کی ضرورت ہو' مجھے ایک کال کر کے بتا دیں، میں ان متاثرین کی بھوک و پیاس مٹانے کیلئے آ جاؤں گا۔

علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہماری آخری ملاقات غالباً 13 ربیع الاول شریف کو مدینہ ٹیچنگ ہسپتال فیصل آباد میں ہوئی۔ راقم کے ہمراہ برادر مکرم علامہ مفتی عبدالشکور مہروی، برادر راجہ فیصل مجید خان اور برادر سید نوید حسین بخاری بھی تھے۔ علامہ نوری رحمۃ اللہ علیہ نے حسب سابق اپنے مخصوص مشفقانہ انداز سے پرتپاک خیر مقدم کیا اور انتہائی محبت سے پیش آئے۔ اپنے چھوٹے بھائی کو بلایا اور انہیں کہا کہ "مجھے اپنے کشمیریوں سے بے پناہ محبت ہے' ان کی خدمت میں کمی نہیں آنی چاہئے"۔ پرتکلف خاطر تواضع کی گئی۔ علامہ نوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت جذباتی ہو رہے تھے۔ فرمایا' کیانی صاحب میں چاہتا ہوں کشمیر میں علمی میدان میں کام کیا جائے۔ میری خواہش ہے کہ مظفر آباد میں انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کا تعلیمی ادارہ قائم کروں جو محض ایک دینی مدرسہ نہ ہو' بلکہ وہاں سے فارغ التحصیل طالبعلم نہ صرف محب وطن شہری اور عالم دین ہو بلکہ وہ ایک باکردار سکالر، ڈاکٹر انجینئر بن کر قوم کی خدمت کریں۔ علامہ مہروی صاحب نے کہا کہ نوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ آرام بھی کیا کریں، آپ ہر وقت کام میں لگے رہتے ہیں' اپنی

صحت کا بھی خیال نہیں رکھ پاتے، اس موقع پر علامہ نوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا'' زمین کے اوپر نہیں زمین کے اندر آرام کریں گے' جو زمین کے اوپر آرام کرتے ہیں انہیں زمین کے اندر کیسے آرام آئے گا۔'' علامہ نوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اہلسنت وجماعت کو مضبوط کریں، اپنے نوجوانوں پر نظر رکھیں انہیں ضائع نہ ہونے دیں، یہی ہمارا مستقبل ہیں۔

علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ نے آزاد کشمیر کے طلباء کیلئے تعلیم کے شعبہ میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ جامعہ قادریہ رضویہ سمیت پاکستان کے دیگر دینی مدارس اور مختلف تعلیمی اداروں میں کشمیر کے مستحق اور نادار طلباء کے لئے کوٹہ مختص کروایا اور سینکڑوں بچوں کو دینی و دنیاوی علوم کے زیور سے بہرہ ور کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس کے باوجود ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ وہ مظفرآباد میں یونیورسٹی طرز کا جدید تعلیمی ادارہ قائم کریں، انہوں نے اپنے دورہ مظفرآباد کے دوران اس عظیم مقصد کیلئے زمین بھی دیکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ جلد از جلد اس خواب کو شرمندہ تعبیر کریں، لیکن شائد زندگی نے وفا نہ کی اور وہ اپنے لاکھوں چاہنے والوں کو سوگوار چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ آزاد کشمیر کے مستحقین' یتامیٰ، بالخصوص کشمیری مہاجرین اور متاثرین ایل او سی آج بھی علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھے ہوئے ہیں اور جب بھی علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آتا ہے وہ کشمیری بزرگ آبدیدہ ہو کر ان کے بلندی درجات کیلئے اپنے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔

بلاشبہ انسانی زندگی ہوا کے ایک جھونکے کی مانند ہوتی ہے' انسان ایک سانس جو اندر کھینچتا ہے' یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ باہر بھی لا سکتا ہے کہ نہیں، زندگی ایک بار ہی ملتی ہے اور جو اس زندگی کا کچھ حصہ مخلوقِ خدا کی خدمت میں گزار دے۔ اللہ کریم اس زندگی کو آخرت کا توشہ بنا دیتا ہے۔ اللہ کریم کسی کی نیکی کو ضائع نہیں فرماتا۔ اگر ہم معاشرے میں حقیقی تبدیلی کے خواہاں ہیں تو ہمیں یہ عہد کرنا ہوگا کہ ہم ابھی اپنے ان اکابر اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خلق خدا کی خدمت کیلئے جو کچھ بن پڑتا ہے' ضرور کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

محتاجوں کے غمخوار؛ علامہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں

ازقلم: سفیر احمد رضا
(رضا کار المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی مظفر آباد آزاد کشمیر)

یہ خون جمادینے والی سردیوں کی ایک بھیانک صبح تھی، دن کا اجالا گھٹا ٹوپ جاڑے کی وجہ سے گہن زدہ لگ رہا تھا؛ سورج کہیں دھند لکے بادلوں کی آغوش میں خراٹے لے رہا تھا، جنت نظیر وادی کشمیر کی ''مکڑا پہاڑی'' پر سارا سال جمی رہنے والی برف کی دبیز تہوں سے بادل نخواستہ اڑ کر آنے والی یخ بستہ ٹھنڈی ہواؤں نے باد نسیم کو بھی پریشان کر رکھا تھا؛ رفتہ رفتہ پو پھوٹ رہی تھی لیکن محسوس ہو رہا تھا کہ شائد آج صبح ہم سے روٹھی ہوئی ہے۔ یہ منظر آزاد کشمیر کے دارالحکومت مظفر آباد کے علاقہ چہلہ بانڈی کی اس گرد آلود فضا میں قائم؛ 2005ء کے قیامت خیز زلزلہ سے متاثرہ ان لوگوں کی خیمہ بستی کا تھا۔ جس میں زندگی کی آس امید ہارے؛ شدید ذہنی کرب واذیت میں مبتلاء ان بے سہارہ افراد نے پناہ لے رکھی تھی جن کے ہر خاندان سے کوئی نہ کوئی فرد اس قیامت صغریٰ کی بھینٹ چڑھ کر دنیا سے ناطہ توڑ چکا تھا۔ مفلوک الحالی کی انتہا؛ غربت ولاچارگی کی عملی تصویر بنے ان بے سہارا لوگوں کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب وہ جی پائیں گے کہ نہیں۔ کب کوئی مسیحا آئے اور انہیں اس مفلسی سے نکلنے میں مدد دے گا۔ کسی معصوم و بے خطاء کی دعا قبول ہوئی اور ابھی اس خوفناک زلزلہ کو گزرے چند دن ہی ہوئے تھے کہ ان زندہ لاشوں کی مانند ننگ دھڑنگ بدن معصوم بچوں کے جسم ڈھانکنے اور ان کے پتھر بنے چہروں پہ مسکراہٹیں بکھیرنے اور ان بھوک و پیاس کے ستائے ہوؤں کو سیراب کرنے کیلئے ایک شخصیت اپنے رفقاء اور رضا کاروں کے ساتھ ساز وسامان سے لدے متعدد ٹرکوں کے ساتھ چہلہ بانڈی کی اس خیمہ بستی کے پاس پہنچ گئی۔ امدادی سامان کو دیکھ کر ان خراب حالوں کے چہرے کھل اٹھے۔ یہ شخصیت کوئی اور نہیں بلکہ فلاح انسانیت کا استعارہ، بے کس و نادار اور یتیموں کے دکھوں کا مداوا کرنے والی شخصیت حضرت علامہ صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ علامہ صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنے ہاتھوں سے زلزلہ کے ستائے ان بے سہارہ خاندانوں کو شدید سردی میں سر چھپانے کیلئے سب سے پہلے خیمے تقسیم کئے اور پھر لباس، خوراک اور دوسرا ضروری سامان فراہم کر دیا۔ اگر چہ ہم المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی کی فری میڈیکل ٹیم کا حصہ تھے؛ لیکن آفت کے ان دنوں میں ''محمود وایاز'' سبھی ایک تھے۔ المصطفیٰ اور انجمن طلباء اسلام کے (کشمیر میں موجود) تمام کارکن ریسکیو اور ریلیف کے رضا کار بن چکے تھے۔ المصطفیٰ کے صدر عتیق احمد کیانی ہوں یا ایمبولینس کے ڈرائیور خورشید قریشی سبھی خیمے لگانے میں مصروف ہو گئے۔ شام تک

خیمہ بستی کا منظر بدل چکا تھا اور اب مرجھائے ہوئے چہروں کی رونقیں بحال ہو چکی تھیں۔ علامہ صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان بے سہارہ لوگوں کی خدمت کا موقع عطا فرمایا۔

اپنے لئے تو سبھی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد، اوروں کے کام آنا۔۔!!!

علامہ نوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعدد نشستوں میں بیٹھک کا شرف ملا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر شفیق، خدا ترس اور نرم دل شخصیت تھے کہ خدمت کے سارے کام خود ہی انجام دینے کی خواہش رکھتے تھے۔ دربار عالیہ سہلی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا "مصطفائی لنگر" ہو یا چہلہ بانڈی کی خیمہ بستی میں لگایا گیا مصطفائی لنگر، علامہ نوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر جگہ خود ہی کبھی دیگوں سے چاول نکال رہے ہوتے تو کبھی سالن نکال کر تقسیم کر رہے ہوتے۔ کہیں وہ متاثرین کو اشیاء خورد ونوش پیش کر رہے ہوتے، تو کہیں بچوں میں کتابیں تقسیم کرتے نظر آتے۔ علامہ صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن طلباء اسلام سے لے کر مصطفائی تحریک اور المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی تک عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قافلہء جانفزاء کی ہمیشہ سرپرستی فرمائی۔ سماجی خدمت کا شعبہ ہو یا مستحقین کو دینی اور دنیاوی تعلیم میں مدد دینے کا مرحلہ، مساجد و مدارس کی تعمیر ہو یا بیوگان اور یتیموں کی زندگیوں میں خوشیوں کا انقلاب برپا کرنا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر شعبہ زندگی میں بلاتخصیص فلاح انسانیت کا وہ عملی نمونہ پیش کیا جس کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے۔ بلاشبہ علامہ صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی نبی رحمت، شفیع معظم، راحتِ کل عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمانِ ذیشان کی عملی تصویر پیش کی، جس کا مفہوم ہے کہ "تم میں سے بہتر وہ ہے جو دوسروں کیلئے نفع بخش ہو"۔

ہم سمجھتے ہیں کہ علامہ صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح قوم کے آسودہ حال، مدبر، ہمدرد اور باکردار لوگوں کو آگے آنا چاہئے۔ حکمت عملی اور ڈسپلن کے ساتھ بتدریج اپنے حصے کا کام کرنا چاہئے۔ جن معاشروں میں ایک دوسرے کے ساتھ معاونت اور خدمتِ انسانیت کا رجحان موجود ہے وہاں غربت و محرومی دم توڑ رہی ہے اور لوگ خوشحالی کی طرف گامزن ہو رہے ہیں۔ یہ بھی علامہ صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی کا ثمر ہے کہ آزاد کشمیر میں گذشتہ دو دھائیوں سے سماجی خدمت کے شعبہ میں خدمات انجام دینے والی فلاحی تحریک المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی آزاد ریاست کے مفلوک الحال لوگوں کیلئے امید کی ایک کرن اور خدمت انسانی کی علامت بن چکی ہے۔ اللہ کریم علامہ صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو مزید بلندیاں اور رفعتیں عطا فرمائے اور المصطفیٰ کے تمام رضا کاروں، مخیر خواتین و حضرات اور تمام معاونین کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین